پاکستان کی ترقی میں دینی مدارس کا معاشرتی کردار

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

دینی مدارس کے قیام کا پس منظر:

انگریز تجارت کے بہانے ہندوستان میں آئے اور اپنی ریشہ دوانیوں سے تقریباً تمام ہندوستان پر قبضہ جمالیا۔ سلطان ٹیپو، نواب سراج الدولہ، سید احمد شہید، تیتو میر اور دیگر مجاہدین برطانوی قبضہ کے خلاف جدوجہد کرتے رہے لیکن ضمیر فروشوں کی غداری کے باعث کامیاب نہ ہو سکے۔ اس سلسلہ کی آخری کوشش 1857ء میں مجاہدین نے کی لیکن وہ بھی داخلی کمزوریوں کے باعث ناکام رہے، مسلمانوں کی یہ ناکامی ہندوستان پر برطانوی مکمل اقتدار کا نقطۂ آغاز تھا۔

انگریز مسلمانوں کے جذبہ حریت سے بے حد خائف تھا، سو اس نے اپنے تحفظ اور مسلمانوں کو مکمل طور پر کچلنے کے لیے کئی اقدامات کیے مثلاً

1۔ مغلیہ طرز کے عدالتی نظام کا خاتمہ 2۔ عربی، فارسی کی جگہ انگریزی کی ترویج 3۔ علماء کا قتل عام، زندہ بچ جانے والوں کی جلاوطنی 4۔ ہزاروں دینی مدارس کی بندش 5۔ مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لیے فتنۂ قادیانیت کی سرپرستی 6۔ علماء سوء سے حرمت جہاد کے فتووں کا حصول 7۔ مسلمانوں کی ہر شعبہ میں حوصلہ شکنی اور ہندوؤں کی سرپرستی۔

مسلمان زعمائے ملت نے مسلمانوں کو مزید زوال سے بچانے اور انہیں ترقی دینے کے لیے اپنی اپنی سوچ کے مطابق کئی اقدامات کیے:

(۱) مدارس کا قیام: مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے دارالعلوم دیوبند، مولانا محمد مظہر نے مظاہر العلوم سہارنپور، مولانا محمد علی مونگیری نے ندوۃ العلماء لکھنؤ قائم کیا۔

(۲) جدید تعلیمی اداروں کا قیام: بہت سے انگریزی تعلیمی ادارے قائم کیے گئے مثلاً مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، جامعہ ملیہ دہلی، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن، انجمن حمایت اسلام کے تحت بڑے شہروں میں تعلیمی اداروں کا قیام۔

(۳) مسلم سیاسی جماعتوں کا قیام: مسلمانوں نے اپنے سیاسی حقوق کے لیے حصول کے لیے کئی سیاسی جماعتیں قائم کیں۔ مسلم لیگ، مجلس احرار اسلام، جمعیت علمائے ہند، خاکسار تحریک، خدائی خدمت گاران وغیرہ۔ ان سیاسی

جماعتوں نے اپنے اپنے انداز میں سیاسی جدوجہد کی اور تحریک آزادی کیلیے قربانیاں دیں، تاہم مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کا مطالبہ مسلم لیگ نے کیا اور وہ اس کے حصول میں کامیاب رہی۔

مدارس کی حکمت عملی: انگریز دور میں جو دینی مدارس قائم کیے گئے ان کے پیش نظر اسلامی تہذیب وثقافت اور اسلامی علوم کا تحفظ تھا، وہ اپنے مقاصد میں کامیاب رہے یہ الگ بات ہے کہ معاشی ترقی چونکہ انگریزی تعلیم پر موقوف تھی اس لیے طلباء کی بڑی تعداد انگریزی مدارس میں دینی مدارس کی نسبت زیادہ رہی ہے۔

ایک حکایت: دینی مدارس کے قیام کے اغراض ومقاصد کو مزید واضح کرنے لیے ایک حکایت نقل کی جاتی ہے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جب دارالعلوم دیوبند کے سرپرست تھے، نظام حیدرآباد دکن کی طرف سے ایک تجویز آئی کہ اگر فضلائے دارالعلوم دینی علوم کے ساتھ ساتھ انگریزی بھی پڑھ لیں تو ہم انہیں ملازمتیں فراہم کریں گے، اس وقت کے مہتمم حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ نے یہ تجویز منظوری کے لیے حضرت گنگوہیؒ کو لکھ بھیجی۔ حضرت گنگوہی نے جو فرمایا اس کا مفہوم یہ تھا کہ بھاڑ میں جائے ریاست حیدرآباد دکن، ہم نے دارالعلوم ریاست حیدرآباد کی ملازمت حاصل کرنے کے لیے قائم نہیں کیا، مسلمانوں کی نماز، روزہ اور دینی تعلیم کا نظام باقی رکھنے کے لیے قائم کیا ہے۔

اس حکایت سے جہاں دینی مدارس کے قیام کی غرض وغایت واضح ہوتی ہے وہاں بانیان دارالعلوم کے خلوص وللّٰہیت کی خوشبو بھی صاف محسوس ہوتی ہے۔

مساجد کی آبادی: دینی مدارس پاکستان کے مسلمانوں کی ایک اہم دینی ضرورت مسجد کا سبب ہیں، حفاظ وقراء نے مسجدیں آباد کر رکھی ہیں، ملک بھر میں کوئی مسجد ایسی نہیں ملے گی جو امام مسجد نہ ملنے کی وجہ سے اذان وجماعت سے محروم رہی ہو۔

تعلیم قرآن مجید: اکثر مساجد کے ائمہ نے مسجدوں میں قرآنی مکتب قائم کر رکھے ہیں جہاں بچوں کو حفظ وناظرہ کی تعلیم دی جاتی ہے، جبکہ مدارس میں بچوں کو صحیح تلفظ اور قرأت سکھائی جاتی ہے، دینی مدارس کا یہ فیض ملک کی گلی گلی اور نگر نگر میں پھیل چکا ہے۔

مفت تعلیم: موجودہ صدر مشرف ایک موقع پر یہ اعتراف کر چکے ہیں کہ دینی مدارس پاکستان کی سب سے بڑی این جی اوز ہیں، ان کے اس اعتراف کی وجہ یہ ہے کہ دینی مدارس میں تعلیم بالکل مفت دی جاتی ہے، داخلہ فیس بھی وصول نہیں کی جاتی بلکہ طلباء کو رہائش اور خوراک بھی بلا قیمت ملتی ہے، بیسیوں مدارس ایسے ہیں جہاں نادار طلباء کو نیا لباس بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

دینی علوم کا تحفظ: دینی مدارس کے قیام کا ایک بڑا مقصد علوم نبوت کی تعلیم وتحفظ ہے۔ قرآن وحدیث مکمل تشریحات کے ساتھ پڑھائے جاتے ہیں، صرف اسی پر بس نہیں بلکہ قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے ان کے معاون علوم یعنی صرف ونحو، منطق وبلاغت، بدیع، بیان، فلسفہ، ادب، فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث، اصول تفسیر وغیرہ بھی ایک منظم پروگرام کے تحت پڑھائے جاتے ہیں۔

میں اگر یہ دعویٰ کروں کہ قرآن وحدیث کی تدریس وترویج کے مراکز ومکاتب سب سے زیادہ برصغیر پاک و ہند میں ہیں اور باقی دنیا میں جہاں کہیں دینی مدارس قائم ہیں وہ سب صغیر کے بالواسطہ یا بلاواسطہ خوشہ چین ہیں تو غلط نہ ہوگا۔

فضلائے مدارس کی سیاسی و معاشرتی خدمات: دینی مدارس کے فضلاء کی ایک بڑی کھیپ نے نمایاں سیاسی و معاشرتی خدمات سرانجام دیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی' تحریک سید احمد شہید' تحریک ریشمی رومال' تحریک آزادی' تحریک خلافت ایسی بے شمار تحریکوں میں ہزاروں علماء نے جان و مال کی قربانیاں دیں' قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں' تحریک پاکستان میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ' مولانا شبیر احمد عثمانیؒ' مولانا ظفر احمد عثمانی اور ان کے رفقاء وتلامذہ کا کردار کسی سے مخفی نہیں ہے...... یہ اعتراف خدمت ہی تھا کہ علامہ عثمانیؒ نے سب سے پہلے پاکستان کا پرچم لہرایا اور محمد علی جناح کے انتقال پر انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

فضلائے مدارس کی علمی خدمات: فضلائے مدارس کی ایک بڑی تعداد نے بے شمار طریقوں سے قرآن وحدیث کی علمی خدمت کی:

(۱) قرآن مجید کی تفسیریں لکھیں' بعض تفسیریں اردو دان طبقہ میں بے حد مقبول ہوئیں جیسے تفسیر عثمانی' معارف القرآن وغیرہ۔

(۲) قرآن مجید کے ترجمے مع مختصر حواشی۔

(۳) صحاح ستہ کے اردو تراجم' مختصر ومفصل شروحات' صحاح ستہ کے منتخب ابواب کی شروحات' چہل حدیث کے مجموعے۔ القصہ حدیث کی خدمت پر بے شمار پہلوؤں پر علماء نے کام کیا ہے۔

(۴) جدید فقہی مسائل پر امت کی رہنمائی کے لیے مفتی حضرات خدمات سرانجام دے رہے ہیں' بہت سے مفتیان کرام کی اسلامی معیشت' بینکاری اور غیر سودی نظام پر انتہائی تحقیقات انتہائی قابل قدر ہیں اور ان کا عالمی سطح پر بھی اعتراف کیا جاچکا ہے۔

(۵) مذکورہ پہلوؤں کے علاوہ بھی تعلیم' تدریس' تبلیغ' تحریر کے ذریعے بے شمار طریقوں سے اردو اور علاقائی زبانوں میں علمائے کرام کی محنت جاری ہے۔

اسلامی عقائد کا تحفظ:

دینی مدارس کا مسلمانوں کے صحیح عقائد پر برقرار رکھنے اور مسیحیت اور ہندومت' انکار حدیث' انکار سنت' بدعات' شرکیہ افعال' انکار ختم نبوت وغیرہ بے شمار فتنوں اور گمراہیوں سے بچانے لے لیے اہم کردار ادا کیا۔ مولانا قاسم نانوتوی' مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ' مولانا منظور احمد نعمانیؒ' شیخ احمد دیدات اور ان کے فیض یافتہ حضرات کے مناظروں سے آج بھی فضائیں مہک رہی ہیں' اگر دینی مدارس یہ تاریخی کردار ادا نہ کرتے تو نہ جانے مسلمان کن گمراہیوں کا شکار ہو چکے ہوتے۔

دعوت وتبلیغ: دعوت وتبلیغ کے ذریعہ مسلمانوں کو نیک کام کرنے' گناہ چھوڑنے اور سیدھی راہ اختیار کرنے کی تلقین کی جاتی ہے' دعوت وتبلیغ کے اس کام میں فضلائے مدارس کا نمایاں کردار ہے۔

نفاذ اسلام کی سعی: ۱۹۷۳ء میں قومی اسمبلی نے ایک نیا آئین تشکیل دیا' اس وقت درج ذیل علماء کرام اسمبلی کے ممبر تھے' مولانا مفتی محمود' مولانا غلام غوث ہزاروی' مولانا عبدالحق' مولانا محمد ذاکر' مولانا عبدالحکیم' مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری' مولانا ظفر احمد انصاری' مولانا شاہ احمد نورانی' ان علماء کی کوششوں کے نتیجہ میں

☆ اسلام کو سرکاری مذہب تسلیم کیا گیا۔ ☆ قرآن وسنت کے خلاف آئین سازی ممنوع قرار دی گئی۔

☆ ملکی قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے کی ضمانت دی گئی۔

جہاد افغانستان میں حصہ: ۱۹۷۹ء میں روس نے افغانستان پر لشکر کشی کی تو افغان عوام کے شانہ بشانہ پاکستانی علماء نے بھی حصہ لیا اور افغان عوام کی دامے' درمے' قدمے' سخنے' مدد کر کے روسی عزائم کو ناکام بنا دیا' مخصوص وجوہ کی بنیاد پر جہاد میں کامیابی کے باوجود افغانستان میں امن قائم نہ ہوسکا' لیکن علماء کی جفاکشی وجان نثاری میں کوئی شک نہیں ہے۔

تحریک طالبان: تحریک طالبان جو افغانستان میں اٹھی اور اس نے ملا عمر کی قیادت میں حکومت بھی قائم کی' تحریک طالبان کے انداز حکومت کے متعلق اگر چہ بعض حلقوں کو اعتراضات رہے ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ تحریک طالبان کی قیادت بھی دینی مدارس کی فیض یافتہ تھی اور اس تحریک نے وسائل کی کمی' عالمی حمایت سے محرومی اور اپنوں کی مخالفت کے باوجود ایک مثالی نظام حکومت قائم کیا تھا۔

مجلس عمل کی کامیابی: ۲۰۰۲ء کے انتخابات میں علماء کرام نے متحد ہو کر الیکشن میں حصہ لیا اور کامیابی حاصل کی' صوبہ سرحد میں جمعیت علماء اسلام کے رہنما محمد اکرم درانی وزیر اعلیٰ بنے۔

اردو کی ترویج: اردو پاکستان کی قومی زبان ہونے کے باوجود سرکاری طور پر پنپ نہیں سکی۔ ہر حکمران طبقہ کے لیے انگریزی ہی سب کچھ ہے' سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ جب پنجاب اسمبلی کے ممبر تھے ہر سال صوبائی بجٹ اردو میں پیش کرنے پر زور دیتے تھے لیکن حکمران وعدہ کرنے کے باوجود پورے نہ کر سکے' ان حالات میں اردو زبان کی ترویج واشاعت میں دینی مدارس کی نمایاں خدمات ہیں' دینی مدارس میں ذریعہ تعلیم اردو زبان میں ہے' لاکھوں طلباء اردو لکھنے بولنے' پڑھنے' سمجھنے کی صلاحیت حاصل کر چکے ہیں۔

شرح خواندگی میں اضافہ: ہر حکومت کا دعوی رہا ہے کہ ہم نے شرح خواندگی میں اضافہ کیا ہے لیکن یہ بلند بانگ دعوے حقائق کے منافی ہوتے ہیں' جتنے فی صد شرح خواندگی میں اضافہ بتایا جاتا ہے اس حساب سے تو پاکستان میں شرح خواندگی سو فیصد ہونی چاہیے جو کہ بہر حال نہیں ہے' دینی مدارس کا شرح خواندگی بڑھانے اور حکومتی حلقوں کی معاونت کر نے میں بہت نمایاں کردار رہا ہے' یہ مدرسے جہالت کے اندھیروں کو دور کرنے اور قوم کے نونہالوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے میں تندہی سے مصروف عمل ہیں۔

رفاہی کام: غریب مسکینوں کی مدد کرنا اسوۂ حسنہ ہے' دینی مدارس حسب ہمت اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کر رہے ہیں'

مدارس کے طلباء کی ایک بڑی تعداد غریب گھرانوں سے تعلق رکھتی ہے جس کی جملہ ضروریات کی ارباب مدارس کفالت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ بڑے بڑے مدارس نے اپنے ہاں شفا خانے قائم کر رکھے ہیں جن میں مستند اور ماہر فن ڈاکٹر سے طلباء کے علاوہ علاقہ کے عوام بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور مفت دوائی حاصل کرتے ہیں' بعض مدارس میں آگ سے جلے ہوئے لوگوں کے برن یونٹ قائم ہیں' الرشید ٹرسٹ' الاختر ٹرسٹ وغیرہ کی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے' ان اداروں کی انتظامیہ دینی مدارس ہی سے تعلق رکھتی ہے۔

جدید علوم کی تعلیم: ایک عالم دین کے لیے جدید علوم سے واقفیت بہت ضروری ہے' اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مدارس میں میٹرک تک لازمی تعلیم کا اہتمام ہے' میٹرک کے طلباء اپنے علاقائی بورڈ کے تحت امتحان دیتے ہیں اور کامیابی حاصل کرتے ہیں' بہت سے مدارس میں کمپیوٹر کی تعلیم بھی جز و نصاب ہے' علاوہ ازیں اردو' عربی' انگریزی میں تقریر کرنے کی مشق کرائی جاتی ہے کئی ایک مدارس اپنے طلباء کو بی۔اے' ایم اے تک کی تعلیم دلواتے ہیں۔ جامعۃ الرشید کراچی نے ایک انقلابی قدم اٹھایا ہے وہ یہ کہ بی بی اے' ایم بی اے وغیرہ اسناد کے حامل حضرات کو چار سال میں درس نظامی کورس پڑھاتے ہیں تاکہ وہ دینی تعلیم حاصل کر کے ملک وقوم کی بہتر رہنمائی کر سکیں:

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

☆......☆......☆

ملفوظات امام مالک رحمۃ اللہ علیہ:

☆......امام مالکؒ حاجت سے زیادہ سوالات بھی پسند نہ فرماتے' مصعب فرماتے ہیں کہ اگر امام مالکؒ سے زیادہ سوالات ہونے لگتے تو آپ فرماتے کہ بس کرو' جو آدمی زیادہ بولتا ہے وہ غلطی بھی زیادہ کرتا ہے۔

☆......اسی طرح امام مالکؒ ان فضول' بے کار سوالات کا جواب بھی نہ دیتے تھے جن کا دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہ ہو' ایک شخص نے اسی طرح کا سوال کیا تو امام مالک نے جواب دینے سے انکار کر دیا' اس نے عرض کیا کہ آپ مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ فرمایا: اگر تو کوئی ایسی بات پوچھتا جس کے جاننے سے تجھے دنیا یا آخرت کا نفع ہوتا تو میں ضرور جواب دیتا۔

☆ ......امام مالکؒ فرماتے تھے کہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو تو تعلیم دینے کو ترک نہ کرے (یعنی علم اس کے پاس امانت ہے جسے مناسب انداز سے آگے پہنچانا اور اگلی نسلوں کی طرف منتقل کرنا ضروری ہے)۔

☆......فرمایا جھگڑے کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور فرمایا کہ بحث ومباحثہ اور جھگڑنے سے علم کا نور ختم ہو جاتا ہے اور سنگ دلی ونفرت پیدا ہوتی ہے۔

☆......زہریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام مالکؒ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے وہاں لوگ کسی مسئلہ میں جھگڑا کرنے لگے تو امام مالک کھڑے ہو گئے' چادر جھاڑی اور فرمایا تم لوگ جنگجو ہو (یعنی مسائل دینیہ میں جنگ وجدال علماء کا طریقہ نہیں ہے۔

(مراسلہ: محمد ساجد میمن)